



خطبہ جمعہ

بعنوان

ماہِ رمضان کے بعد اعمالِ خیر

سلسلہ منبر الہیمة

147

بتاریخ: 7 جون 2019

بمطابق: 3 شوال 1440ھ

بہ اہتمام

الحکمة انٹرنیشنل

5D1 ٹاؤن شپ، مادرِ ملت روڈ، نزد پائپ شاپ، لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ کے اہم نکات

✽ اللہ ورسول کی ہر نافرمانی سے بچیں ✽ اوامر کی بجا آوری اور نواہی سے اجتناب ✽ نماز، صدقہ، تلاوت و استغفار کا اہتمام ✽ شوال کے اور دیگر روزوں کا اہتمام ✽ اسلامِ اخوت کا مظہر ✽ روزے کا اہم سبق؛ صبر اور ضبطِ نفس

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ ، أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ
مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :

ماہِ رمضان گزر چکا ہے، الحمد للہ! ہم میں سے ہر ایک نے اس کی رحمتیں سمیٹنے کی بھرپور کوشش کی اور گناہوں سے دُور رہتے ہوئے اور نیک کاموں کا اہتمام کرتے ہوئے رب کریم کو راضی کرنے کی بھی مکمل کوشش کی۔ اصل امتحان اب شروع ہونے والا ہے کہ ہم رمضان المبارک میں نافرمانی کے جن کاموں سے دُور رہے ہیں کیا دوبارہ ان کا ارتکاب تو نہیں شروع کر دیں گے؟ اور جن نیک کاموں پر تسلسل سے عمل پیرا رہے ہیں کیا اب ان میں انقطاع تو نہیں آجائے گا؟ اگر ہم دوبارہ اللہ کی نافرمانیاں کرنے لگ جاتے ہیں اور خیر کے کاموں کو چھوڑ دیتے ہیں تو سمجھ جائیے کہ ہم نے رمضان المبارک سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ اس سے حقیقی فائدہ اٹھانے کی بہترین صورت یہ ہے کہ ہم اپنی ذات، کردار اور اعمال میں واضح تبدیلی محسوس کریں، ہم اپنے نفس کی تربیت اور تزکیہ کریں اور ہم اس ماہِ مبارک کو اپنے لیے اعمالِ خیر کی ٹریننگ کا مہینہ سمجھ کر باقی گیارہ مہینے اس کا پریکٹیکل کرنے میں صرف کریں۔ اگر ایسا ہو جائے تو یہ بہت بڑی سعادت کی بات ہے اور یہی اصل کامیابی ہے۔

رمضان المبارک میں شیطان قید ہونے کی وجہ سے چونکہ ایک خاص روحانی ماحول بنا ہوتا ہے اس لیے بندہ گناہوں کی طرف اس قدر راغب نہیں ہوتا، لیکن رمضان المبارک کے

گزرتے ہی شیطان آزاد ہو جاتا ہے اور بندے اس کے حملوں کا شکار ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ اس کا باعث بھی ہماری ایمانی کوتاہی ہے، کیونکہ اگر ماہِ رمضان میں ہم نے حقیقی طور پر اپنے نفس کی ٹریننگ کی ہو تو اس کے بعد بھی معصیات و منہیات سے اسی طرح دُور رہیں جیسے اس مہینے میں رہتے ہیں۔

اب یہاں چند ایسے امور کا تذکرہ کرتے ہیں جن میں عام طور پر اکثر مسلمان غفلت کا شکار ہو جاتے ہیں، تذکیر کے طور پر وہ امور آپ کے سامنے ذکر کیے جا رہے ہیں۔

اللہ اور رسول کی نافرمانی سے بچیں:

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کبھی کبھی چھوٹی نہیں ہوتی، اگر کسی گناہ کو صغیرہ سمجھ کے کر لیا جائے تو وہ اس استہانت (یعنی گناہ کو معمولی سمجھنے کی وجہ سے) کبیرہ بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سب سے عظیم تر ہے، اس کے بعد رسول گرامی ﷺ کی شخصیت معزز ترین ہے، تو ایک مسلمان اتنی اعلیٰ و ارفع ہستیوں کی نافرمانی کو معمولی کیسے سمجھ سکتا ہے؟ لہذا نافرمانی کے ہر کام سے ہی اجتناب کرنا چاہیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ))

”جس نے میری اطاعت کی؛ اس نے یقیناً اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی؛ اس نے یقیناً اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔“

صحیح مسلم: 1835

اس حدیث مبارکہ میں رسول مکرم ﷺ نے یہ تعلیم دی ہے کہ اگر کوئی میری بات مانے گا تو وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت کر رہا ہوگا اور جو نبی ﷺ کی بات کو نظر انداز کرے گا وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے۔

مسلمان ہونے کے ناطے ہم پر واجب ہے کہ ہم اپنے جمیع امور میں اللہ و رسول کی

اطاعت کریں، انہی کے بتلائے ہوئے اصولوں کے مطابق زندگی گزار لی جائے اور پیش آمدہ جمع معاملات میں انہی کی بات کو حرفِ آخر سمجھا جائے اور انہی کے فرامین سے راہنمائی لی جائے۔ اسی کی تاکید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ﴾ [محمد: ۳۳]

”اے ایمان والو! اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے رہو اور اپنے اعمال کو برباد مت کرو۔“

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کے حکم کے ساتھ یہ بھی واضح فرما دیا کہ اگر تم اس سے رُوگردانی کرو گے تو یہ تمہارے اعمال کے ضیاع کا باعث بن سکتا ہے۔ گویا اگر ہم اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی راہنمائی سے اعراض کرتے ہوئے زندگی گزاریں گے تو نہ صرف ہمیں دنیا میں رُسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا بلکہ ہم اپنے تمام تر اعمال ضائع کر بیٹھیں گے، جس سے ہمیں روزِ آخرت بھی ہزیمت اٹھانا پڑے گی اور نجات پانے کے لیے ہمارے پاس کوئی عمل نہیں ہوگا کہ جس کے بہ دولت ہم جنت کے مہمان بن پائیں گے۔ اور حصولِ جنت کے لیے تو اطاعتِ رسول نہایت ضروری ہے، اس کے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ، إِلَّا مَنْ أَبَى))

”میری ساری اُمت جنت میں جائے گی؛ سوائے اس کے جس نے (جنت میں جانے سے خود ہی) انکار کر دیا۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بھلا جنت میں جانے سے کون انکار کرے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى))

”جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں جائے گا اور جس نے میری نافرمانی

کی اس نے گویا (جنت میں جانے سے خود ہی) انکار کر دیا۔“

صحیح البخاری: 7280

گویا جو شخص نبی مکرم ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری والے کام کرتا ہے وہ حقیقت میں اپنے لیے جنت میں جانے کی راہ ہموار کرتا ہے اور جو شخص معصیت و نافرمانی کے کاموں کا ارتکاب کرتا ہے وہ گویا خود ہی اپنے لیے جنت کا راستہ بند کر دیتا ہے۔ کل قیمت کے روز اگر ایسا شخص اللہ تعالیٰ سے جنت میں جانے کی اجازت نہ پاسکے گا تو وہ اس کے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہوگا۔ اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا شخص کہ جو گناہوں اور نافرمانیوں پر مُصر رہتا ہے وہ گویا خود ہی جنت میں جانے سے انکار کر دیتا ہے۔

اوامر کی بجا آوری اور نواہی سے اجتناب:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأَتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ ، وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوهُ))

”جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو تم حسب استطاعت اس کو بجالاؤ اور جب میں تمہیں کسی چیز سے منع کر دوں تو اس کو چھوڑ دو۔“

صحیح البخاری: 7288 - صحیح مسلم: 1337

اسلام کا اولین مرتبہ یہ ہے کہ انسان اس کے اوامر اور نواہی کی تعظیم کرے۔ اوامر پر سر تسلیم خم کر کے انہیں بجالائے اور نواہی پر اپنے نفس کو ضبط میں رکھ کر ان سے اجتناب کرے، کیونکہ جس شریعتِ اسلامیہ کے ذریعے بندہ مسلم اپنے پروردگار کی معرفت حاصل کرتا ہے اس کا مقصد ہی یہ ہے کہ اللہ و رسولہ کے اوامر و نواہی کی تعظیم کی جائے اور اس کا انعقاد اسی صورت ممکن ہے کہ جب دل کا اس پر یقین ہو اور جو ارح اس کے مطابق عمل کر رہے ہوں۔ لیکن اگر دل ہی متذبذب ہو تو پھر ظاہری ارکان بھی اس پر عمل پیرا نہیں ہو پاتے۔ لہذا جو شخص اوامر کی پابندی اور نواہی سے اجتناب نہیں کرتا درحقیقت اس کے دل

میں اللہ تعالیٰ کی عظمت جاگزیں نہیں ہوتی، کیونکہ ایسے ہی لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا﴾ [نوح: ۱۳]

”کیا تمہیں اللہ تعالیٰ کی عظمت و بزرگی کا پاس نہیں؟“

مفسرین نے اس آیت کی تفسیر ان الفاظ میں کی ہے کہ مَا لَكُمْ لَا تَخَافُونَ لِلَّهِ تَعَالَى عَظْمَةً یعنی تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عظمت سے ڈرتے نہیں ہو۔
(تفسیر الطبری: 635/23 - تفسیر البحر المحیط: 283/10 - تفسیر النیسابوری:

364/6

نبی مکرم ﷺ کے مندرجہ بالا فرمان میں ایک نکتہ سمجھنے کے لائق ہے۔ آپ ﷺ نے اوامر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جب میں کسی کام کا حکم دوں تو حسب استطاعت عمل کرو، یعنی جس قدر تم سے ہو سکے اس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرو، البتہ سستی و کاہلی کا عذر مقبول نہیں ہوگا۔ لیکن جب آپ ﷺ نے نواہی سے اجتناب کا بیان کیا تو فرمایا کہ جب میں کسی کام سے منع کروں تو اس کو چھوڑ دو، یعنی یہاں آپ ﷺ نے استطاعت کے مطابق چھوڑنے کا نہیں فرمایا۔ تو ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے منع کردہ امور کو چھوڑنے میں کسی عذر اور بہانے کا قطعاً آسرا نہیں لیا جاسکتا، بلکہ انہیں کامل طور پر ترک کرنے کا حکم ہے۔ کیونکہ اچھائی کے اکثر اعمال ایسے ہیں کہ جن کا فائدہ زیادہ تر صرف وہ اچھائی کرنے والے کو ہوتا ہے، جبکہ برائی کے اکثر اعمال ایسے ہیں کہ جس کے نقصان سے زیادہ تر دوسرے لوگ متاثر ہوتے ہیں۔ تو اس لیے نبی ﷺ نے اچھائی پر عمل پیرا ہونے میں استطاعت کا خیال رکھا لیکن برائی کو چھوڑنے کا حکم بغیر کسی رخصت کے دیا، تاکہ کوئی اچھے کام سے خود کو فائدہ پہنچانے میں بھلے حالات کی نامناسبی کا عذر کر لے مگر اپنے برے کام سے دوسرے لوگوں کو متاثر کرنے میں کسی عذر کا سہارا نہ لے سکے۔

اعمال میں دوام؛ اللہ کو محبوب:

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللَّهِ أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ))

”اللہ کے ہاں تمام اعمال سے محبوب ترین عمل وہ ہے جس پر ہمیشگی کی جائے،
اگرچہ وہ تھوڑا ہی ہو۔“

صحیح البخاری: 6523

یعنی اللہ تعالیٰ کو اعمال کی ایسی کثرت محبوب نہیں ہے جن میں تسلسل اور دوام نہ ہو بلکہ اللہ اس عمل کو زیادہ پسند فرماتا ہے جس کو بندہ ہمیشگی اور تسلسل کے ساتھ کرتا رہے، خواہ وہ عمل تھوڑا ہی ہو۔ آپ روزانہ صرف دو نفل پڑھ لیا کریں، ایک رکوع تلاوت کر لیا کریں، روزانہ دس بار درود شریف پڑھ لیا کریں، روزانہ ایک روپیہ خیرات کر دیا کریں، روزانہ کسی کو مسکرا کر مل لیا کریں، روزانہ اپنے ملازم کی غلطی کو نظر انداز کر دیا کریں، غرضیکہ جو بھی عمل ہو تسلسل اور دوام کے ساتھ ہو، خواہ چھوٹا عمل ہو یا بڑا۔

لہذا کوشش کیجیے کہ اگر آپ نے رمضان المبارک میں کوئی چھوٹا سا عمل بھی شروع کیا تھا تو اس کو منقطع مت کیجیے، بلکہ اس میں تسلسل اور دوام رکھیں اور روزانہ اس کا اہتمام کریں، تاکہ آپ کا یہ چھوٹا سا عمل بھی اللہ کو ایسا پسند آئے کہ نجات کا ذریعہ بن جائے۔

نماز کی پابندی جاری رکھیں:

ماہ رمضان گزرتے ہی بندہ جس چیز میں سب سے زیادہ کوتاہی کا شکار ہوتا ہے وہ نماز ہے۔ رمضان میں جن مساجد میں پاؤں دھرنے کو جگہ نہیں ملتی وہ بھی اس ماہ کے بعد ویران نظر آ رہی ہوتی ہیں۔ کیا اللہ کو یاد کرنے کا صرف ایک ہی مہینہ تھا؟ کیا اس کے بعد ہمیں عبادت کرنے کی ضرورت نہیں رہتی؟ جس انسان کا مقصد تخلیق ہی اللہ کی عبادت ہو؛ وہ اس میں کوتاہی کیسے کر سکتا ہے؟ وہ اپنے مقصد کو فراموش کر کے خوش گوار زندگی کیسے گزار سکتا

ہے؟ لہذا واجب ہے کہ نمازوں کو پابندی کے ساتھ ادا کیا جائے اور ان میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کی جائے۔ نماز پنجگانہ کی ادائیگی کی فضیلت میں یہ حدیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیے۔ نبی

کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

((أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهْرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ

خَمْسًا، مَا تَقُولُ ذَلِكَ يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ؟))

”تمہارا کیا خیال ہے اگر تم میں سے کسی شخص کے دروازے پر نہر (بہر رہی)

ہو، جس میں وہ روزانہ پانچ مرتبہ نہاتا ہو تو کیا اس کے جسم پر کوئی میل کچیل

باقی رہے گی؟“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اس کے جسم پر تو میل کچیل بالکل بھی باقی نہیں رہے گی۔ تو

آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَذَلِكَ مِثْلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ، يَمْحُو اللَّهُ بِهِ

الْخَطَايَا))

”یہی پانچ نمازوں کی مثال ہے، اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے انسان کے گناہوں

کو مٹا دیتا ہے۔“

صحیح البخاری: 528 - صحیح مسلم: 667

اندازہ کیجیے کہ ایک مسلمان کو جب رسولِ گرامی ﷺ کے فرمان کی سچائی اور حقانیت پر کامل ایمان و یقین ہو تو پھر وہ کیسے ان فوائد و ثمرات کو حاصل کرنے میں غفلت کا شکار ہو سکتا ہے؟ کل قیامت کے روز ایک ایک نیکی کا وجود اور ایک ایک گناہ کا خاتمہ بھی کسی بہت بڑی کامیابی سے کم نہ ہوگا، تو ایسی صورتِ حال میں عقیدہ توحید کی دولت کے بعد نمازیں مومن کا سب سے قیمتی اثاثہ ہوں گی، جو نیکیوں کا ذریعہ بھی بنیں گی اور گناہوں کے خاتمے کا سبب بھی۔

شوال کے چھ روزوں کا اہتمام:

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:
 ((جَعَلَ اللَّهُ الْحَسَنَةَ بَعْشَرَ أَمْثَالِهَا، الشَّهْرُ بَعْشَرَ أَشْهُرٍ،
 وَصِيَامُ سِتَّةِ أَيَّامٍ بَعْدَ الشَّهْرِ تَمَامُ السَّنَةِ)).

”اللہ تعالیٰ نے نیکی کو دس گنا تک مقرر کیا ہے، لہذا ایک مہینہ دس مہینوں کے
 برابر ہوا اور (رمضان کے) مہینے کے بعد (شوال کے) چھ دنوں کے

روزے پورے سال کے روزوں کے برابر ہیں۔“

صحیح ابن خزيمة: 2115

ایک مہینہ کو دس سے ضرب دیا جائے تو دس مہینے بن جاتے ہیں، پھر چھ دنوں کو دس
 سے ضرب دیا جائے تو دو مہینے بن جاتے ہیں، یوں ایک سال مکمل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ماہِ
 رمضان کے روزوں کے بعد شوال کے چھ دنوں کے روزے رکھنا گویا پورے سال کے
 روزے رکھنے کے برابر اجر و ثواب کا حامل عمل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ایک نیکی کو دس گنا تک
 لکھتا ہے۔

ابھی چونکہ رمضان المبارک تازہ ہی رخصت ہوا ہے اور ہماری روزے رکھنے کی
 روٹین بھی بنی ہوئی ہے، لہذا اس روٹین سے فائدہ اٹھاتے ہوئے لگے ہاتھوں شوال کے بھی
 چھ روزے رکھ لینے چاہئیں، تاکہ ہم پورے ایک سال کے روزے رکھنے کا اجر و ثواب پا
 سکیں۔ ہمت باندھیے اور شیطان کے بہکاوے میں مت آئیے، جس رب کریم نے ہمیں
 پورا ایک مہینہ روزے رکھنے کی طاقت اور توفیق بخشی ہے وہ چھ دنوں کی ہمت بھی دے گا۔
 ان شاء اللہ

سوموار اور جمعرات کا روزہ:

رمضان المبارک کی اسی روٹین سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اگر ہفتے میں دو دن کے

روزے رکھنے کا معمول بنا لیا جائے تو یہ بڑی فضیلت کا حامل عمل ہے۔ سوموار اور جمعرات کے دن کا روزہ نبی کریم ﷺ کی بڑی پیاری سنت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((تُعْرَضُ الْأَعْمَالُ يَوْمَ الْأَثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ ، فَأُحِبُّ أَنْ يُعْرَضَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ))

”سوموار اور جمعرات کے دن (اللہ کی بارگاہ میں) اعمال پیش کیے جاتے ہیں، چنانچہ میں پسند کرتا ہوں کہ جب میرا عمل پیش ہو تو میں روزے کی حالت میں ہوں۔“

سنن الترمذی: 747 - صحيح الترغيب والترهيب: 1041

ہر ماہ میں تین روزوں کا اہتمام:

اگر کسی شخص سے ہفتے میں دو روزوں، یعنی مہینے میں آٹھ روزوں کا اہتمام نہیں ہو پاتا تو وہ مہینے میں تین روزے رکھ لیا کرے، اس کا اجر و ثواب عمر بھر روزے رکھنے کے برابر ہے۔ جیسا کہ سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((صِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ صِيَامُ الدَّهْرِ))

”ہر ماہ میں تین دن کے روزے رکھنا؛ ساری زندگی روزے رکھنے کے برابر ہے۔“

سنن النسائی: 2420 - صحيح الترغيب والترهيب: 1040

صدقہ و خیرات کا عمل جاری رہے:

رمضان المبارک میں ہر مسلمان کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں صدقہ و خیرات کرے۔ اگر کوئی کم آمدنی والا ہے تو وہ بھی اپنی استطاعت کے مطابق کچھ نہ کچھ اللہ کی راہ میں دینے کی کوشش کرتا ہی ہے، تاکہ اس مقدس مہینے میں نیکی کمانے کی کوئی صورت چھوٹ نہ جائے۔ لہذا اب بھی اس عمل کا تسلسل رہنا چاہیے اور اپنی استطاعت کے حساب

سے راہِ خدا میں کچھ نہ کچھ دیتے ہی رہنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ رمضان گزرتے ہی بجلی اپنا لی جائے، ویسے بھی یہ ایمان کے منافی ہے۔ جیسا کہ نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((لَا يَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْإِيمَانُ فِي قَلْبٍ عَبْدٍ))

”ایک بندے کے دل میں کنجوسی اور ایمان اکٹھے نہیں ہو سکتے۔“

السنن الكبرى للبيهقي: 18508 - صحيح الجامع: 2743

یعنی جس دل میں ایمان ہوگا اس میں کنجوسی نہیں ہو سکتی اور جس دل میں کنجوسی ہوگی وہ ایمان کی دولت سے محروم ہوگا۔

نبی ﷺ نے ان دونوں کو ایک دوسرے کی نفیض کیوں قرار دیا ہے؟ اس لیے کہ جو شخص کنجوسی کرتا ہے اور اللہ کی راہ میں صدقہ و خیرات کرنے سے گریز کرتا ہے؛ اس کے دل میں دراصل یہ خوف بیٹھا ہوتا ہے کہ اگر وہ اپنا مال خرچ کر دے گا تو یہ ختم ہو جائے گا یا کم پڑ جائے گا۔ اس کی یہ سوچ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر اس کا کامل ایمان نہ ہونے کی عکاسی کرتی ہے، کیونکہ اگر اسے اللہ و رسول پر کامل ایمان ہو تو وہ قطعاً ایسی سوچ نہیں اپنا سکتا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ تو ایسے شخص کو پہلے سے بھی زیادہ عطا کرتا ہے اور اس کے تھوڑے سے مال میں بھی بہت برکت ڈال دیتا ہے، اور رسول اللہ ﷺ کا بھی فرمان ہے کہ:

((مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ))

”صدقہ مال کو کم نہیں کرتا۔“

صحيح مسلم: 2588

نبی ﷺ کے اس فرمانِ مبارک سے ثابت ہوا کہ صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ اس میں اضافہ ہی ہوتا ہے، اور ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا اچھا بدلہ بھی ملتا ہے، وہ اچھا بدلہ کیا ہے؟ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ
وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ، الَّذِينَ يَنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ

وَالضَّرَاءُ ﴿﴾ [آل عمران: ۱۳۳]

”اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف جلدی کرو (وہ جنت) کہ جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، وہ ان متقین کے لیے تیار کی گئی ہے جو خوشحالی و تنگی میں خرچ کرتے ہیں۔“

یعنی اللہ تعالیٰ نے اتنی شاندار جنت سے جن لوگوں کو نوازا ہے ان کا وصف ہی یہ بیان فرمایا ہے کہ وہ خوشحالی اور بدحالی میں راہِ خدا میں خرچ کرتے رہتے ہیں۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ خوشحالی میں خرچ کرنا تو سمجھ میں آتا ہے مگر بدحالی میں کیسے خرچ کیا جاسکتا ہے؟ جس شخص کے اپنے حالات کسمپرسی کا شکار ہوں وہ کسی کو کیا دان کرے گا؟ تو اس کا جواب نبی ﷺ کے اس فرمان سے یہ خوبی مل جاتا ہے کہ:

((اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ))

”جہنم کی (آگ سے بچو، اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعے ہی۔“

صحیح البخاری: 1417 - صحیح مسلم: 1016

قرآن سے تعلق مت توڑیں:

ماہِ رمضان میں مسلمان قرآن سے تعلق جوڑ لیتا ہے، یہ مہینہ ماہِ غفران بھی ہے اور ماہِ قرآن بھی۔ لیکن بد قسمتی کی بات یہ ہے کہ جوں ہی رمضان گزرتا ہے قرآن سے تعلق بھی ٹوٹ جاتا ہے اور پھر سال بھر ہم اس کو ہاتھ نہیں لگاتے۔ حالانکہ یہ نہ صرف روحانی بیماریوں کا تریاق ہے بلکہ جسمانی امراض کے لیے بھی کامل شفا ہے۔ لہذا ایک حقیقی مسلمان کسی صورت بھی اس سے مستغنی نہیں رہ سکتا۔ علاوہ ازیں یہ آخری نجات کا بھی ضامن ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((اقْرَأُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيعًا لِّأَصْحَابِهِ))

”قرآن پڑھا کرو، کیونکہ قیامت کے دن یہ اپنے (پڑھنے والے) ساتھیوں کی

سفارش کرے گا۔“

صحیح مسلم: 804

لہذا ضروری ہے کہ ہم روزمرہ کے کاموں کی بہ نسبت اس کے لیے ترجیحی طور پر وقت نکالیں اور روزانہ قرآن کریم کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور تلاوت کریں، تاکہ ہمارا گھر، دوکان، مکان وغیرہ برکات سے خالی نہ ہوں اور شیاطین کا ٹھکانہ نہ بن سکیں۔

اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے رہیے:

جب گناہ اور خطائیں سرزد ہونے کا کوئی ایک خاص وقت نہیں ہے تو مغفرت مانگنے کا لیے صرف رمضان ہی کیوں خاص ہے؟ ہم رمضان کو تو مغفرت کا مہینہ مان کر خوب دعائیں التجائیں کرتے ہیں اور اپنی معافی تلافی کی خوب کوششیں کرتے ہیں لیکن رمضان کے بعد یوں لا پرواہ ہوجاتے ہیں کہ جیسے اب ہمیں معافی کی ضرورت نہیں رہی، یا اب ہم سے کوئی خطا سرزد نہیں ہوگی۔ انسان خطا کا پتلا ہے اور اس سے خطائیں سرزد ہوتی ہی رہتی ہیں لیکن بہ فرمانِ نبوی ﷺ بہترین خطا کار وہ ہے جو توبہ کر لیتا ہے۔ لہذا روزانہ کا یہ معمول ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی کثرت سے استغفار کریں۔ علاوہ ازیں یہ بھی واضح رہے کہ استغفار کا تعلق گناہوں کے سرزد ہونے سے نہیں ہے بلکہ یہ اللہ کی بندگی کی ہی ایک صورت ہے، جو بندہ مسلم کو کرتے ہی رہنا چاہیے۔ خود نبی کریم ﷺ کا اس سلسلے میں عمل مبارک یہ تھا کہ آپ نے فرمایا:

((وَاللّٰهُ اِنِّىْ لَاسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ فِى الْيَوْمِ اَكْثَرَ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً))

”اللہ کی قسم! میں دن ستر سے زیادہ مرتبہ اللہ تعالیٰ سے استغفار اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں۔“

صحیح البخاری: 6307

استغفار کی اہمیت اسی سے دوچند ہوجاتی ہے کہ جب وہ ہستی کہ اللہ تعالیٰ نے جن کے

اگلے پچھلے اور ظاہری و پوشیدہ تمام گناہ معاف فرمادیے ہیں، ایک دن میں ستر سے زیادہ بار استغفار کرتی ہے تو پھر ہم ایسے سیاہ کاروں کو اس کا کس قدر اہتمام کرنا چاہیے؛ جو گناہوں کی دلدل میں سر تک دھسنے ہوئے ہیں۔

اسلامی اخوت کا مظہر بن جائیے:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:
 ((الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ، وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ بِهَا كُرْبَةً مِنْ كُرْبٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ عَلَى مُسْلِمٍ سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

”مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ نہ تو اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اسے تنہا چھوڑتا ہے، اور جو شخص اپنے (مسلمان) بھائی کی ضرورت پوری کرنے میں لگ جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرنے میں لگ جاتا ہے، اور جو کسی مسلمان کا دکھ دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس سے دکھ دور کرے گا اور جس نے کسی مسلمان کے عیب پر پردہ ڈالا اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کے گناہوں پر پردہ ڈالے گا۔“

صحیح البخاری: 2442 - صحیح مسلم: 2580

رمضان المبارک میں مسلمانوں میں جس طرح آپس کا بھائی چارہ دیکھنے کو ملتا ہے یہی درحقیقت اسلامی اخوت اور اسلامی معاشرے کی اصل تصویر ہے۔ اس سے ہمیں یہ سبق حاصل کرنا چاہیے کہ صرف ماہِ رمضان میں ہی دوسروں کے دکھ درد میں شریک ہونے اور دوسروں کی حاجات و ضروریات کا خیال رکھنے کا حکم نہیں ہے بلکہ ہر وقت اور ہر روز مسلمان سے یہی تقاضا ہے کہ وہ کسی بھی صورت میں اس ذمے داری کو فراموش نہ کرے، کیونکہ رمضان گزرنے کے بعد حاجت مندوں کی حاجات ختم تو نہیں ہو جاتیں اور مفلسوں کی مفلسی

ختم تو نہیں ہو جاتی۔ جب وہ موجود رہتی ہے تو ہم پر بھی ان کی مدد اور تعاون کا فریضہ عائد ہی رہتا ہے، وہ بھی ختم نہیں ہو جاتا۔

روزے کا اہم سبق: صبر اور ضبطِ نفس:

روزہ مسلمان کو جو سب سے اہم سبق دیتا ہے وہ صبر اور ضبطِ نفس کا ہے۔ رمضان المبارک گزرنے کے بعد اب ہمیں اپنا محاسبہ کرتے ہوئے یہ دیکھنا اور سوچنا ہے کہ:
 ❁..... روزے کی حالت میں ہم اللہ تعالیٰ کا حکم مانتے ہوئے اگر حلال چیزوں (کھانے پینے) سے بھی اجتناب کر سکتے ہیں تو کیا مانع ہے کہ عام دنوں میں اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے اجتناب کیوں نہیں کرتے؟

❁..... اگر ہم اس قدر صبر کا مظاہرہ کر لیتے ہیں کہ شدید گرمی اور پیاس کے باوجود پانی صرف اس لیے نہیں پیتے کہ اللہ کا حکم ہے کہ نہیں پینا، تو پھر عام دنوں میں اسی ذاتِ مقدس کے احکام کی خلاف ورزی کیوں کرتے رہتے ہیں؟

❁..... روزے کی حالت میں ہمیں کھانے پینے کے لاکھ مواقع میسر ہوں اور کوئی دیکھ بھی نہ رہا ہو تو پھر بھی ہمیں یہ احساس رہتا ہے کہ اللہ دیکھ رہا ہے، لیکن کیا وجہ ہے کہ رمضان گزرتے ہی ہمارے اندر سے یہ احساس ختم ہو جاتا ہے اور ہم اسی اللہ کے دیکھنے کے باوجود گناہ کا کوئی بھی کام کرنے سے دریغ نہیں کرتے؟

❁..... روزہ ہمیں ضبطِ نفس کا اس قدر پابند بناتا ہے کہ ہم نفسانی خواہش کے غلام بننا تو دور کی بات؛ بد نظری سے بھی اجتناب کرنے لگتے ہیں کہ کہیں ہمارا روزہ خراب نہ ہو جائے، لیکن رمضان المبارک کے گزرتے ہی ہماری آنکھوں میں وہ حیا اور ضبط کیوں باقی نہیں رہتا؟

❁..... روزہ ہمیں اس قدر کمالِ ضبط سے متصف کرتا ہے کہ ہم جھوٹ، غیبت، فحش گوئی اور بدزبانی سے اجتناب کی کوشش کرتے ہیں، لیکن روزوں کے اختتام پر ہمارا رویہ ایسا ہو جاتا

ہے کہ جیسے اب ہمیں ان سب برے کاموں کی اجازت مل گئی ہو۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟
ہمیں ان سب باتوں، ان کی وجوہات اور ان کے حل پر غور کرنا چاہیے اور اپنے آپ
کو ایمان کے اس سانچے میں ڈھالنا چاہیے جس سے یہ نمایاں ہو کہ ماہِ رمضان نے واقعی
ہماری تربیت کی ہے۔ اور اگر خدا نخواستہ ہم ماہِ رمضان کے بعد دوبارہ پہلے جیسی روش اپنا
لیتے ہیں اور دوبارہ اخلاقی کوتاہیوں کے شکار ہو جاتے ہیں تو سمجھ لیجیے کہ ہم رمضان المبارک
سے فائدہ نہیں اٹھاپائے!!
اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی ذات، کردار اور اعمال میں حقیقی تبدیلی لانے کی توفیق دے۔ آمین

تائمرات کے لیے
حافظ شفیق الرحمن زاہد
03015989211

خطبہ رائٹر
حافظ فیض اللہ ناصر
03214697056